OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u6.57-72
http://www.arjish.com

مکتوبات نبوی کا دعوتی اسلوب اور عصر حاضر میں استفادہ (ملوک حمیر کے تناظر میں)

Letters of the Prophet's Invitational Style and Use in the Contemporary (In the context of Maluka Hamir)

Dr. Hafiz Muhammad Sarfraz Ghani*
Prof. Dr. Matloob Ahmed**

Abstract

After the treaty of Hudabiya. The Holy Prophet Muhammad (ﷺ) decided to send letters to different rulers of the world, with the prupose of conveying the message of Islam. At this time. The Prophet of Mercy (ﷺ) also sent Letters to the chiefs of Himyar, Himyarties, was originally a semitic tribe. It was the biggest tribe of Yeman. It ruled over Yeman from….to…… Due to their political social and geographically identity. The Prophet of Allah ﷺ paid huge attention lowards the pagans disbelievers and idol-worshippers of the chiefs of Himyar. The Prophet of Allah Almighty (ﷺ) dispatched letters to the various heads of Himyar by Hazrat Ayyah-bin-Abi Rabiah and Hazrat Umar-Bin-Hazam Ansari (R.A) in 630 A.D. In these inviting of Islam letters. The Holly Prophet Muhammad (ﷺ) addressed to the Hilmyari leaders to belief in One-God and in Muhammad (ﷺ) as his servant and messenger. Thsese letters were also contents on the teachings of divine bliss. Oneness of God. Light of faith, theology, ethical and moral principals etc. In his Letters, The Prophet of Allah Almighty (ﷺ) also assured them that they would be left to rule over their lands and would be protected their property and lives. This preaching method and Ambassadors of the Prophet of Marcy (ﷺ). Who were sent to towards Himyar played a dynamic and giorious role to change the mind-set of pagans of Himyar. At last, all inviting of Islam techniques become fruitful. They accepted Islam as a leadership of Hazrat Malik-Bin-Morrarh Alrohavi (R.A).

Keywords: Himyarite's Semitic Tribe, Rulers of Yeman, Letters of Prophet (ﷺ) of Islam, Ambassadors, Delegation.

کسی زمانے کی تاریخ کو جانچنے اور پرکھنے کا سب سے اہم اور مستند ذریعہ اس دور کی دستاویزات اور خطوط کو خیال کیا جاتا ہے۔ خطوط میں ہر شخص اپنے خیالات اور تصورات کا کھل کر اظہار کرتا ہے بلکہ حقیقت ی ہے کہ مکتوبات کسی شخصیت کی سیرت و کردار اور اس کے عہد کے سیاسی، معاشرتی، معاشی، سماجی اور تاریخی عوامل کا بہترین آئینہ ہوتے ہیں اسی پس منظر کے تحت دیکھا جائے تو داعی اعظم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں تین طرح کے مکتوبات تحریر کروا کر مختلف سربراہان مملکت اور سرداران قبائل کو ارسال کروائے۔ ان میں سے ایک تو وہ مکاتیب ہیں جن کے ذریعہ سرداران قبائل اور سربراہان ممالک کو اسلام کی دعوت دی۔ دوسرے وہ مکاتیب ہیں جن میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے

---

* Assistant Professor of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: hafizsarfraz99@gmail.com
** Dean, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: dr.matloobahmed786@yahoo.com

خاص خاص احکام شریعت کی تفصیل قلم بند کرائی۔ تیسرے وہ مکاتیب ہیں جنہیں سیاسی نوعیت کے مکاتیب کہا جا سکتا ہے۔ان کے ذریعہ آپ نے کسی کو پناہ دی، کسی سے معاہدہ کیا، یا عطیات وغیرہ سے نوازا ہے۔ان سب کی اہمیت ہے اور ان سے زندگی کے مختلف گوشوں میں ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے لیکن مقالہ ہذا میں ان مکاتیب رسول ﷺ کا مطالعہ کیا گیا ہے جو آنحضرت ﷺ نے حمیر کے سرداروں کے نام خالص دعوتی نقطۂ نظر سے بھجوائے تھے اور ان میں براہ راست ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ یہ مکاتیب الرسول ﷺ ہی تھے جنھوں نے ملوک حمیر سمیت بے شمار سرداران قبائل اور ان کی اقوام کے فکر و تصور کے زاویے کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ داعی اعظم ﷺ نے ان مکتوبات کے ذریعے شاہان حمیر کو طرز حیات سکھایا ایک نئی سیاست اور تہذیب دی نیا نظام عدالت عطا کیا اور ایسا نظام معاشرت بخشا جو پوری دنیا میں انسانوں کے ایک عظیم گروہ کا چودہ سو برس سے ہر مشکل اور تاریخ کے ہر نئے موڑ پر ساتھ دیتے آرہے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے مکتوبات میں دعوت اسلام کی آبیاری کا جو قیمتی مواد ہے وہ تزکیۂ باطن اور اصلاح نفس کے لیے رہنمائی بھی مہیا کرتا ہے مختصر یہ کہ مکتوبات نبوی ﷺ کی اثر انگیزی کی بدولت یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ خطوط انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے اپنے اندر بڑی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت رکھتے ہیں اور نسل انسانی کے ہر فرد و بشر کے لیے مشعل راہ اور شمع ہدایت ہیں۔ مکاتیب النبی ﷺ کے ذریعے آنحضرت ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس حکم کی اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قل یأیھاالناس انی رسول الله؛ الیکم جمیعا الذی له ملک السماوات والأرض لا اله الأ هویحیی ویمیت فآ منوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلماته واتبعوه لعلکم تھتدون''(۱)

''آپ کہہ دیجئے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمینوں میں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت، سو اس پر اور اس کے اس نبی امی پر ایمان لاؤ جو خود اللہ اور اس کے احکام پر ایمان لایا ہے اور اس کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔''

مگر جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے تو اس حکم کی اتباع کافی حد تک ناممکن تھی اور نہ ہی اسلام کی دعوت عام نہ ہو سکی۔ کیونکہ قریش کے ظلم و ستم نے اس کی راہ میں زبردست رکاوٹیں کھڑی کر رکھی تھیں۔ مدینہ پہنچنے کے بعد قریش اور ان کے حلیف قبائل سے باقاعدہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اسلام کو حجاز کے دور دراز علاقوں تک پہنچانے اور اس سے آگے دنیا کو اس کی طرف براہ راست دعوت دینے کے مواقع حاصل نہیں تھے۔اس دوران میں حدیبیہ کی صلح ہوئی یہ صلح اسلامی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس نے حالات کا رخ یک لخت بدل دیا اس کے بڑے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔اس لیے قرآن مجید نے ''اسے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔''(۲)

صلح حدیبیہ قریش کے ساتھ امن کا معاہدہ تھا۔اس سے جنگ ختم ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو اس کا موقع ملا کہ عرب کے دور و نزدیک کے قبائل اور دنیا کے سربراہان ممالک کو اسلام کی براہ راست دعوت دی۔اس دعوت کے مخاطبین کو بھی اس کے بارے میں سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لیے ٹھنڈا ماحول میسر ہوا۔

یہ بات محدثین اور مؤرخین کے درمیان طے ہے کہ "یہ مکاتیب صلح حدیبیہ کے بعد لکھے گئے۔ البتہ ان کے اوقات کے تعین میں تھوڑا سا اختلاف ہے صلح حدیبیہ ذیقعدہ ۶ھ میں ہوئی۔"(۳)

ابن سعد کہتے ہیں کہ "ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپسی ہوئی اور محرم ۷ھ میں یہ مکاتیب سفیروں کے ذریعہ بھیجے گئے۔"(۴) طبری کا بیان ہے کہ "ذی الحجہ ۶ھ ہی میں سفراء ان خطوط کو لے کر روانہ ہوئے تھے۔"(۵)۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ "ذی الحجہ ۶ھ میں اس پر عمل درآمد ہوا۔"(۶) اس طرح زرقانی نے ان بیانات میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ خطوط صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے لکھے گئے۔"(۷)

امام بخاری نے ان مکاتیب کا ذکر غزوہ تبوک کے بعد کیا ہے۔(۸) یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکاتیب ۹ھ میں لکھے گئے۔ ان دونوں بیانات میں تطبیق اہل مغازی کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ تبوک سے واپس آنے کے بعد سلاطین کو دوبارہ خطوط لکھے گئے۔(۹)

"كان رسول الله ﷺ قد فرق رجالا من اصحابه الى ملوك العرب والعجم دعاة الى الله عزوجل فى مابين الحديبيه و وفاته۔"(۱۰)

"رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے دوران میں اپنے اصحاب میں سے بہت سے افراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کی حیثیت سے عرب و عجم کے بادشاہوں کے پاس مختلف علاقوں میں روانہ فرمایا۔"

رسول اللہ ﷺ نے جن سرداروں اور سربراہوں کو مکاتیب کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور جن صحابہ کرام نے سفارت کے فرائض انجام دیئے ان کے نام یہ ہیں۔

مکتوب الیہ سفیر

۱۔ ہرقل (قیصر روم) دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ کسریٰ بن پرویز بن ہرمز (شاہ فارس) عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ نجاشی (شاہ حبش) عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ مقوقس (حاکم اسکندریہ، مصر) حاطب بن ابی بلتعہ لخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حارث بن ابی شمر الغسانی (والی دمشق) شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ ہوذہ بن علی الحنفی (یمامہ) سلیط بن عمرو العادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ جیفر اور عبد بنی جلندی (قبیلہ ازد کے سردار) عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ منذر بن ساوی عبدی (ملک بحرین) علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ ذوالکلاع بن ناکور ذو عمرو (حمیر یمن) جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔حارث بن عبد کلال الحمیری(یمن)مہاجرین امیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔مسیلمہ کذاب عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔فردہ بن عمرو الجزامیسائب بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔شر جیل بن عبد کلال نعیم بن عبد اکلا لعمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ

۱۴۔حارث، مسروح نعیم(بنو عبد کلال حمیری)عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔جبلہ بن الایہمعیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس فہرست میں بعض سفراء کا ذکر نہی ہے اور بعض کے بارے میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ان کے ذریعہ مکاتیب بھیجے گئے۔ ممکن ہے زبانی آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا گیا ہو۔

یہاں جن سلاطین اور امراء کا ذکر ہے ان مین سے پہلے چھ کے بارے میں ابن سعد نے صراحت کی ہے کہ "محرم ۷ھ میں ان کے پاس سفراء ایک ہی دن میں بھیجے گئے۔"(۱۱)

ابن کثیر کا بیان ہے کہ :

"یہ سفراء ذی الحجہ ۶ھ میں بھیجے گئے۔ان میں سے تین ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ مقوقس ی طرف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غسانی کی طرف شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیصر کی طرف وحیہ بن کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"(۱۲)

اس سے خیال ہوتا ہے کہ باقی سفراء الگ الگ روانہ ہوئے۔اس کا بھی امکان ہے کہ ان کی روانگی ذی الحجہ ہی کی مختلف تاریخوں میں ہوئی ہو۔ روایات میں آتا ہے کہ ان سفراء کو روانہ کرنے سے پہلے آپ نے صحابہ کے سامنے اس مہم کی اہمیت بیان فرمائی اور اس میں تعاون کرنے اور اسے کامیاب بنانے کی ترغیب دی۔

۱۔خطوط کی تیاری کا عمل:

آنحضرت ﷺ کے یہ خطوط کھال سے تیار کی گئی جھلی پر تحریر ہوتے تھے، جس کو عربی میں رق[1] کہا جاتا ہے۔ تحریر کے لیے استعمال ہونے والی اس زمانے کی دوسری اشیاء مثلاً پتھر، ہڈی، کھجور کے پتے وغیرہ کے مقابلے میں یہ زیادہ نفیس اور خوشنما ہوتی تھی۔(۱۳)

حضور ﷺ کے وثائق اور مکاتیب گرامی عموماً حسب ذیل اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہیں:

1۔رق خاص قسم کی باریک جھلی ہوتی ہے اور زمانہ قدیم میں اہم دستاویزات اور بادشاہوں کو خطوط تحریر کرنے کے لیے اسی کو استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ یہ کاغذ کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور پائیدار ہوتی تھی رق کو تیار کرنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ بھیڑ، بکری یا بچھڑے کی کھال کو چونے میں ڈال کر اس کے بال صاف کر دیتے تھے پھر اس کو خشک کر کے اس کی سطح کو پتھر وغیرہ سے رگڑ کر ہموار اور صاف بنا لیتے تھے۔

الف۔ شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ب۔ بہ حیثیت مرسل رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی مع ضروری صفات اور کوئی ایسا لفظ جن سے من جانب کا مفہوم ادا ہوتا ہو۔

ج۔ مکتوبات الیہ کا نام مع لقب۔

د۔ امن و سلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا فقرہ۔

ہ۔ نامہ مبارک کا مضمون مختصر، پر زور اور شستہ الفاظ میں۔

و۔ آخر میں مہر نبوی۔

ملوک حمیر کے نام مکتوبات نبوی ﷺ کی ابتداء:

حمیر یمن کے جنوبی حصے کے حکمران تھے بنیادی طور پر ان کا تعلق بنو قبطان سے تھا حمیر تقریباً ڈیڑھ صدی قبل مسیح سے یمن میں آئے پھر اطراف و جوانب تمام عرب پر قابض ہو گئے حمیر کی سلطنت صدیوں تک عظیم الشان سلطنت رہی مگر بعد میں مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر اسلام سے کچھ پہلے معمولی ریاستوں کی شکل میں باقی رہ گئی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جب دعوت اسلامی کے سلسلہ میں خطوط ارسال فرمائے تو ملوک حمیر کے نام بھی متعدد خطوط بھیجے۔ حمیر کے نام حضور ﷺ کے دعوتی مکتوبات کا آغاز آنحضرت ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ حمیر چونکہ اہل یمن میں سے تھے آنحضرت ﷺ نے اہل یمن کی دانائی اور حکمت کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اتاکم یمانیة اھل الیمن ھم ارق افندة والین قلوبا والایمان والحکمة یمانة۔''(۱۴)

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ نرم دل اور نرم خو ہیں اور ایمان تو اہل یمن کا ہے اور حکمت اور دانائی کا وصف ہے۔''

حنیفیت، عیسائیت اور یہودیت کے سبب وہ نظام وحی و اصلاح سے نہ صرف آشنا تھے، بلکہ ایک نبی موعود کے منتظر بھی تھے، سیف بن ذی یزن نے جب حبشیوں پر فتح پائی تو قریش کا ایک وفد جس میں آنحضرت ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب بھی شامل تھے، مبارک باد کے لیے یمن روانہ ہوا، اس موقع پر سیف بن ذی یزن نے حضرت عبد المطلب کو آنحضرت ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی۔

ملوک حمیر میں سے جن سربراہان قبائل کے افراد کو آنحضور ﷺ نے خطوط لکھے ان میں سے نمایاں ترین سیدنا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا مسروح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد کلال ہیں، آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلامی کے سلسلہ میں ان پر خصوصی توجہ مرحمت فرمائی تھی اور سفیر دربار نبوی ﷺ سیدنا عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیعہ کے ذریعہ بطور خاص ایک خط ان کے نام ارسال فرمایا تھا، جس کا متن درج ذیل ہے:

''الی الحارث و مسروح و نعیم بن عبد کلال من حمیر، سلم انتم باللہ ورسولہ، وأن اللہ وحدہ لا شریک لہ، بعث موسی بآیاتة، وخلق عیسی بکلماتہ، قالت الیھود: عزیز ابن اللہ، وقالت النصاری: اللہ ثالث ثلاثة، عیسی ابن اللہ۔''(۱۵)

''حارث، مسروح نعیم بن عبد کلال شاہان حمیر کے نام تم سلامت رہو جب تک تمہارا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو، اللہ وحدہ لاشریک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث کیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا، یہود نے کہا عزیز علیہ السلام اللہ کا بیٹا اور نصریٰ کہنے لگے کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔''

حضور اقدس ﷺ کو ان حضرات کے سلامت روی پر پورا اطمینان تھا، اس لیے آپ نے ان کو نہایت حکمت کے ساتھ اسلام کی تلقین فرمائی اور نصرانیت ویہودیت تثلیث اور ابنیت کی جو خرابی ان میں موجود تھی، اس کی صاف وضاحت فرمادی۔

پھر دیگر سفراء کے برعکس حضرت عیاش بن ربیعہ کو سرزمین حمیر میں داخلہ اور سفارت کے خصوصی آداب سکھائے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کی سرزمین میں رات کو داخل نہ ہونا۔

۲۔ خوب اچھی طرح پاک صاف ہو کر جائیں۔

۳۔ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا کریں۔

۴۔ اعوذ باللہ کا ورد کرتے ہوئے آپ ﷺ کا مکتوب دائیں ہاتھ سے ان کے دائیں ہاتھ میں دیں۔

۵۔ سورہ بینہ پڑھ کر سنائیں۔

اس کے علاوہ بھی دیگر ہدایات دی گئیں، ان حضرات نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ داعی اعظم ﷺ نے اس دعوتی مکتوب کے ذریعے انہیں بتایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عزیز علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف سے ان کو کچھ نشانیاں اور معجزے دے کر بھیجا تھا۔ ان کے معجزے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رونما ہوئے تھے۔ ان معجزات کی عظمت ورفعت اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہے نہ کہ ان کی طرف۔

مگر اقوام یمن اور شاہان حمیر نے عقیدہ توحید کی اصل روح کو مسخ کر دیا تھا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے انہیں پھر سے عقیدہ توحید کے اقرار کی دعوت دی۔ یہ مکتوب نبی کریم ﷺ نے لکھتے ہوئے اہل حمیر کے عقائد باطلہ کی تصحیح کرنے کی کوشش کی۔ اس مکتوب نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حمیر میں سے زیادہ تر لوگ یہودیت یا نصرانیت کے پیروکار تھے ان کے مذہب کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی دعوت دی جس سے وہ پہلے بھی باخبر تھے۔ خط کے دوسرے حصے میں نبی رحمت ﷺ نے ان انبیاء کرام کا ذکر فرمایا جن کو وہ دل وجان سے مانتے تھے۔ اسی حصے میں انہوں نے اپنے انبیاء کے متعلق جو باطل عقائد اپنا رکھے تھے ان کی اصلاح بھی فرمادی۔ اہل حمیر کو بتایا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام نے جو نشانیاں یا معجزات تم کو دکھائے وہ منجانب اللہ تھے۔ یہ مقدس ومکرم ہستیاں تو صرف اللہ عزوجل کا پیغام دوسروں تک پہنچانے والیاں ہیں۔ اس پیغام کو پھیلانے کے دوران اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بعض ایسے معجزات یا نشانیاں عطا فرمادیتا ہے کہ جن سے لوگوں کے دلوں میں اللہ عزوجل کی عظمت ورفعت گھر کر جاتی ہے۔ مگر تم ہو کہ اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور اس کی الوہیت ووحدانیت کو چھوڑ کر ان انبیاء علیہم السلام کو اپنا اللہ ماننے لگے ہو۔

اس مکتوب کے اندر داعی اعظم ﷺ نے تین مقدس ومطہر انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر ان کو بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات دہندہ بن کر آئے تھے۔ ان کا لوگوں کو اس دور کے ظالم، جابر اور طاقتور حکمرانوں اور سرداروں سے چھٹکارا دلانا رحمت خداوندی کی بدولت تھا نہ کہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر۔

مثلاً حضور ﷺ نے اس مکتوب کے اندر سیدنا عزیز علیہ السلام جن کو عبرانی زبان میں عزرا(EZRA)(متوفی 458ق م) کہتے ہیں۔ انہوں نے قوم یہود کو بخت نصر(561) کے ظلم سے نجات دلائی اور تورات جس کو بخت نصر نے ضائع کر دیا تھا اس کی دوبارہ یہود کو املاء کرا دی۔ پھر جب تھوڑی مدت گزرنے کے بعد ان کو تورات کا عہد موسوی والا نسخہ مل گیا تو انہوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کے املاء کروائے گئے نسخہ کے ساتھ مل کر دیکھا تو دونوں ایک جیسے تھے۔ ان دو کاموں کی بدولت یہودیوں کے دلوں میں حضرت عزیز علیہ السلام کی قدر و منزلت ایسی بڑھی کہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو مجدد دین موسوی کا خطاب دیا اور آپ کی محبت میں وہ ایسے بڑھے کہ بقول قرآن کریم انہوں نے آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل کا بیٹا قرار دے دیا جس طرح کہ نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ ان کے اسی عقیدے کی وضاحت قرآن کریم کچھ یوں کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وقالت الیهود عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیع ابن الله ذلک قولهم بأفواههم یضاهوون قول الذین کفرو ا من قبل قاتلهم الله أنی یؤفکون ''(١٦)

''اور کہا یہود نے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصرانیوں نے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی (بے سروپا) بات ہے ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی۔ نقل اتار رہے ہیں ان لوگوں کے قول کی جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ کدھر جا رہے ہیں۔''

اس آیت کریمہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول دوعالم ﷺ نے بذریعہ حکم خداوندی اہل حمیر کے ساتھ ساتھ تمام دنیا کے یہود و نصاریٰ کو عقائد باطلہ چھوڑ کر راہ حق پر آنے کا پیغام دیا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے اہل حمیر کے نام اس مکتوب سے درج ذیل دعوتی نکات مبلغین اسلام کے لیے راہنما اصول بن سکتے ہیں:

ا۔ دعوت توحید:

ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس بات کی دعوت دے کہ اللہ عزوجل ایک ہے۔ دعوت اسلام کا بنیادی نقطہ ہی توحید کے پیغام کو عام کرنا ہے۔

۲۔ عقائد باطلہ کی تصحیح:

یہود و نصاریٰ کو دعوت اسلام بالخصوص سیدنا عزیز علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیغام پہنچاتے ہوئے داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے غلط عقائد کی تصحیح کرے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو اپنے لیے دلیل بنائے۔

۳۔ مختصر کلام:

درج بالا مکتوبت نبوی ﷺ کی بدولت داعیان اسلام کو یہ پیغام ملتا ہے کہ کلام و گفتگو مختصر مگر جامع ہو تاکہ آپ کی تحریر پڑھنے والا یا گفتگو سننے والا اکتاہٹ یا بیزاری محسوس نہ کرے۔

۴۔ امراء، سرادارن قوم اور حکمرانوں کو دعوت اسلام:

مبلغین اسلام کو دعوت اسلام کی ابتداء علاقے کے امراء اور سرداروں سے کرنی چاہیے کیونکہ اگر وہ راہ حق کی طرف رحمت خداوندی سے آ جائیں تو ان کے ماتحت اور محکوم لوگوں کو اپنا مذہب یا عقیدہ بدلنے میں دشواری یا تنگی پیش نہیں آتی۔

اہل حمیر کے نام لکھے گئے مکتوب نبوی ﷺ کا یہ اثر ہوا کہ حمیر کے سرداروں نے غزوہ تبوک (۹ھ) سے واپسی پر رسول رحمت ﷺ کے پاس سید نا مالک بن مرارہ الرہاوی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ سرداران حمیر نے آپ کو ایک مکتوب دیا جس میں انہوں نے اپنے ایمان لانے اور اطاعت رسول ﷺ کا اقرار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے سفیر کا غایت درجہ اکرام کیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصی طور پر ان کی ضیافت پر مامور فرمایا۔

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

''وقدم علی رسول اللہ ﷺ مالک بن مرارة الرھاوی رسول ملوک حمیر بکتابھم واسلامھم وذلک فی شھر رمضان سنة تسع فامر بلالا ان ينزله وكرمه و يضيفه۔''(۱۷)

''رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ملوک حمیر کے سفیر مالک بن مرارہ ہاوی ان کا خط اور ان کے اسلام لانے کی اطلاع لے کر حاضر ہوئے، یہ واقعہ ۹ھ رمضان کا ہے، آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی ضیافت اور اکرام پر مامور کیا۔''

جب حضرت مالک بن مرارہ الرہاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہان حمیر کے قبول اسلام کا پیغام دے کر واپس جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ملوک حمیر کے نام ایک اور خط لکھوایا جس کا متن درج ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

۲۔''من محمد رسول الله النبی الی الحارث بن عبد کلال و الی نعیم بن عبد کلال، الی النعمان قیل ذی رعین و معافر و همدان۔ أمابعد ذلکم، فانی احمد الیکم الله الذی لا اله الا هو۔ امابعد۔ فاته قد وقع بنا رسولکم منقلبنا من ارض الروم، فلقینا بالمدینة فبلغ ما أرسلتم به وخبر ماقبلتم وانبانا باسلامکم وقتلکم المشرکین۔ وان الله قد هداکم بهداه ان اصلحتم وأطعتم الله ورسوله و اقمتم الصلاة وآتیتم الزکاة وأعطیتم من المغانم خمس الله و سم الرسول وصفیه، وما کتب علی المؤمنین من الصدقة من المقار عشر ماسقت العین وسقت السماء، وعلی ماسقی الفرب نصف العشر، وأن فی الابل الأربعین ابنة لبون، وفی الثلاثین من الابل ابن لبون ذکر، وفی کل خمس من الابل شاة، وفی کل عشر من الابل شاتان، وفی أربعین من البقر بقرة، وفی کل ثلاثین من البقر تبیع جذع أو جذعة، وفی کل أربعین من الغنم سائمة وحد ها شاة وأنها فریضة الله التی فرض علی

المؤمنين فی الصدقة، فمن زاد خيرا فهو خبرله، ومن أدى ذلک وأشهد على اسلامه وظاهر المؤمنين على المشركين فاته من المؤمنين، له مالهم وعليه ماعليهم، وله ذمة الله رسوله وأنه من أسلم من يهودی أو نصرانی فاته من المؤمنين، له مثل مالهم وعليه مثل ما عليهم، ومن كان على يهوديته أونصرانيه فانه لا يرد عنها وعليه الجزية: على كل حالم، ذكر أو أنثى حرأوعبد- دينار واف من قيمة المعافر أوعوضه ثيابا، فمن أدى ذلكک الى رسول الله فان له ذمة الله وذمة رسوله، ومن منعه فانه عدو لله ولرسوله-''(۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حارث بن عبد اکلام، نعیم بن عبد کلال، نعمان یاذی رعین، معافر ہمدان کے نام خط۔امابعد! میں اس ذات کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔امابعد! ہمارے پاس تمہارے قاصد ارض روم سے خط لے کر پہنچا وہ ہم سے مدینہ میں ملا۔ تمہارے قبول اسلام اور شرک سے بیزاری کی ہم کو خبر دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہدایت سے نوازا ہے، اگر تم اپنی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، مال غنیمت میں خمس اللہ کے لیے نکالو اور سہم اس کے رسول کے لیے نکالو اور زمین کی پیداوار کا عشر ادا کرو وہ زمین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو یا چشمے کی پانی سے اس میں عشر ادا کرو اور جس کو خود سیراب کرو اس میں نصف عشر ادا کرو۔ چالیس اونٹوں میں بنت لبون[1] اور تیس اونٹوں میں ابن لبون[2] (مذکر) بطور زکوٰۃ کے ادا کرو۔ پانچ اونٹوں میں ایک بکری، دس اونٹوں میں دو بکریاں، چالیس گائے میں ایک گائے، تیس گائے میں ایک تبیعہ[3] مذکر یا مؤنث چالیس سائمہ بکریوں میں ایک بکری بطور زکوٰۃ کے ادا کرتے رہو۔ یہ زکوٰۃ اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے جو شخص اس سے زیادہ دے تو اس کے لیے بہتر ہے۔ جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی اپنے اسلام پر گواہ بنایا اور مومنین سے مل کر مشرکین کے خلاف جہاد کیا تو وہ مومن ہے۔ ہمارے فوائد اس کے فوائد ہمارے نقصانات اس کے نقصانات ہیں اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ (حفاظت) ہے ت۔ جو شخص یہودی یا نصرانی مسلمان ہو جائے تو وہ مسلمان ہے۔ جو ہمارے لیے ہے وہ اس کے لیے ہے جو ہمارے خلاف ہے وہ اس کے خلاف ہے اور جو یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہے تو وہ ٹیکس ادا کرے ہر مذکر و مؤنث، آزاد و غلام، پر ایک مکمل دینار یا اس کی قیمت واجب ہے۔ پس جو شخص اس کو ادا کرے اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ حفاظت ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا دشمن ہے۔''

درج بالا مکتوب نبوی ﷺ اہل حمیر کے اسلام لانے کے بعد لکھا گیا ہے اس لیے اس مکتوب نبوی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے ان کو تعلیمات اسلام سے آگاہ کرنے کے لیے چند ایک اہم رہنما اصولوں کی تعلیم دی۔ تاکہ وہ ان پر خود بھی عمل کریں اور اپنے ساتھ وابستہ لوگوں

1۔ اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو جائے۔

2۔ اونٹ کا وہ نر بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو۔

3۔ گائے کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو۔

سے بھی عمل کروائیں۔

داعی اعظم ﷺ نے دعوت اسلام کے لیے جو نبوی منہج اختیار کیا اس سے راہ خدا کی طرف صدا لگانے والوں کو درج ذیل دعوتی اصول ملتے ہیں۔ جن کو اپنانے سے رہتی دنیا تک فوائد و ثمرات حاصل کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ اللہ عزوجل کی حمد وثناء:

دعوت اسلام کا سب سے پہلا پیغام یہ ہے کہ مخاطب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے تاکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت گھر کر جائے اور اس کو معلوم ہو جائے کہ داعی اور مدعو کے درمیان جو مشترک بات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اطہر پر یقین کامل ہے اور اس سے تجدید ایمان بھی ہو جائے گا۔

۲۔ مدعو کے اچھے عمل کی تعریف:

داعی کے لیے لازم ہے کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے پیغام حق کی بدولت کسی کو کفر و شرک کی زندگی سے نجات دلا دے تو اس پر اس کی دلجوئی کرتے ہوئے اس کو مبارک دے اور یقین دلائے کہ اللہ عزوجل نے تم پر احسان عظیم کیا ہے۔ تاکہ مدعو کو معلوم ہو جائے کہ اس نے واقعی راستہ کفر کو چھوڑ کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔

۳۔ اراکین اسلام کی ادائیگی:

ایک نو مسلم جماعت کو کلمہ طیبہ پڑھانے کے بعد داعی کے لیے لازم ہے کہ وہ اس کو ارکان اسلام جو دین اسلام کی بنیاد ہیں کی ادائیگی کا حکم دے۔

۴۔ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی سے مکمل آگاہی:

جب کسی ریاست یا قبیلے کا سردار اسلام قبول کر لے تو داعیان اسلام کی ایسی جماعت ان کی طرف روانہ کرنی چاہیے جو کہ مکمل طور پر قرآن و سنت اور فقہی علوم پر مکمل عبور اور دسترس رکھتا ہو تاکہ وہ لوگوں کو پیش آنے والے مسائل کے حل کا پتہ دے۔

۵۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب:

اسلام دولت کی تقسیم اور گردش پر زور دیتا ہے اس لیے دین اسلام میں زکوٰۃ مال غنیمت میں سے خمس، عشر اور صدقات کی ادائیگی لازم قرار دی گئی ہے جب کوئی خاندان قبیلہ یا ریاست دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو داعیان اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان لوگں کو اسلام کے معاشی نظام سے آگاہ کر دیں تاکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کی بدولت غرباء، فقراء اور مساکین وغیرہ کو اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے اسباب میسر ہو جائیں۔ دائرہ اسلام میں آکر اگر کوئی نو مسلم ریاست یا خاندان وغیرہ زکوٰۃ یا عشر کی ادائیگی سے انکار کرے تو ان کے خلاف جہاد کرنا تاکہ وہ راہ حق پر لوٹ آئیں فرض ہے۔

نو مسلموں کے ساتھ حسن سلوک:

جو شخص یا قوم یہود و نصاریٰ کے باطل عقائد و نظریات چھوڑ کر قبول اسلام کا اقرار کرے تو ایسے لوگوں کو مسلم معاشرے میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے اور ان کو مسلم ریاست میں وہی حقوق و فرائض دیئے جائیں جو مسلم ملک میں رہنے والے مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ تاکہ قبول اسلام کے بعد مسلمانوں اور نو مسلموں میں کوئی فرق نہ رہ جائے اور جس ظلم و ستم کو وہ اپنے لیے ناجائز سمجھتے ہیں اس کو نئے مسلمانوں کے لیے بھی ایسا ہی جانیں۔ اس لیے داعیان اسلام ان نو مسلموں کی زعت و تکریم کو مسلم معاشرے میں اجاگر کریں۔ ان کے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم کریں۔

اسلامی قوانین کا اجراء:

جب کسی ریاست کے حکمران اور باشندے اسلام قبول کریں تو اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ اس ریاست کو اپنا ذیلی حصہ قرار دیتے ہوئے وہاں اسلامی قوانیین نافذ کرے۔ اس ریاست میں رہنے والے باشندوں کو وہی حقوق و فرائض اور فوائد و ثمرات مہیا کریں جو اسلامی ریاست کے باشندوں کو حاصل ہوتے ہیں نو مسلم ریاست کے اندر رہائش پذیر وہ غیر مسلم جو قبول اسلام کے لیے تیار نہ ہوں ان کو جزیہ یا ٹیکس لگا دے جو معمولی رقم پر مبنی ہو۔

داعی کے لیے لازم ہے کہ وہ نو مسلموں کے ساتھ مسلم رابطہ رکھے اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ مروجہ زمانے کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو اسلام پر پختہ رکھنے کا اہتمام کرتا رہے تاکہ اسلام کے سنہری اصولوں سے وہ لوگ واقفیت حاصل کرتے رہیں اور ان کو دین پر پختہ رکھنے کے لیے، خطوط اور سفراء کا اہتمام بڑا مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جس طرح نبی رحمت ﷺ اہل حمیر کے ساتھ وفود کا تبادلہ کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ نے شاہان حمیر کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کو ان کے حال پر نہیں چھوڑا بلکہ ان کے ساتھ مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا اور ان کو تعلیمات اسلام کے ساتھ ساتھ انب کی دینی تعلیم و تربیت کے سلسلے کو موقوف نہیں ہونے دیا اور خصوصی طور پر جب بھی کوئی وفد یمن روانہ ہوتا تو آپ ﷺ ان میں سے کسی نہ کسی کو خط روانہ فرماتے رہے اور ان خطوط میں فرائض و سنن کے علاوہ دیات و صدقات کے بارے میں تفصیلی احکام ہوتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ نے نعمان قیل ذی عین و معافر و ہمدان اور زرعہ ذی یزن کے نام بھی مکاتیب ارسال فرمائے تھے۔ جس میں ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، ان حضرات نے بھی حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرارہ الرہاوی کے ذریعہ اپنے اسلام لانے کی اطلاع حضور ﷺ کو بھجوائی تھی، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ان سب کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد مزید تعلیمات اسلامی سے آگاہی اور جزیہ و زکوٰۃ کی وصولی کے لیے ایک وفد تشکیل دے کر ان کی طرف روانہ کیا، اس وفد کا امیر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل کو مقرر کیا، مزید ارکان میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید، مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبادہ، عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نمر، مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ اور دیگر افراد تھے، اس وفد کے ہمراہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوب گرامی بھی ارسال فرمایا جس میں زکوٰۃ جزیہ اور دیگر امور کے بارے

میں تفصیلی احکام تھے، نیز حضرت زرعہ بن سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذی یزن کو اس خط کے ذریعہ خصوصی تاکید کی گئی کہ وہ جزیہ اور زکوۃ کی وصولی کے سلسلہ میں اس وفد سے پورا پورا تعاون کریں۔

اس مکتوب کا متن حسب ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

'' ٥-أما بعد، فان رسول الله محمد النبی أرسل الی زرعة ذی یزن أن اذا تاکم رسلی فا و صیکم بھم خیرا- معاذ بن جبل و عبد الله بن زید ومالک بن عبادة وعقبة بن نمرو مالک بن مرة وأصحابھم- وأن أمیر ھم معاذ بن جبل فلا ینقلبن الا راضیا ھذا- أما بعد،فان محمدا یشھد أن لا اله الا الله وأنه عبده ورسوله- ثم أن مالک بن مرة الرھا وی، قد حدثنی أنک أسلمت من أول حمیر وفارقت المشرکین- فأبشر بخیر، وآمرک بحمیر الخیر-ولا یخونو اولاتخاذلوا- فان رسول الله ﷺ ھو مولی غنیکم وفقیر کم، وأن الصدقة لاتحل لمحمد ولا لأھل بیته- انما ھی زکاة بز کی بھا علی فقراء المسلمین و ابن السبیل- وأن مالکا قد بلغ الخبر و حفظ الغیب، وآمر کم به خیرا، وانی قد أرسلت الیکم من صالحی وأولی دینھم وأولی علمھم، وآمر کم بھم خیرا فانھم منظور الیھم- والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته-''(۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''امابعد! بے شک رسول اللہ ﷺ نے زرعہ ذی یزن کی طرف قاصد بھیجا اور فرمایا! جب تمہارے پاس قاصد آجائیں تو میں تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمرہ، مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ اجمعین۔ یہ حضرات تمہارے پاس زکوٰۃ اور ٹیکس لینے آئیں گے تم جمع کر کے ان کو پہنچا دینا ان حضرات کے امیر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ حضرات وہاں سے راضی خوشی لوٹنے چاہیں۔ امابعد! بے شک محمد ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ مالک بن مرہ رہاوی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تو حمیر کے بادشاہوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوا اور مشرکین کو چھوڑ دیا ہے میں تجھے خیر کی خوشخبری دیتا ہوں اور اہل حمیر سے اچھائی کا حکم دیتا ہوں۔ خیانت نہ کرو اور نہ ہی بزدلی دکھاؤ۔ بے شک نبی ﷺ تمہارے امیر و غریب کے مولی ہیں۔ نبی ﷺ اور آل نبی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ زکوہ مسلمان فقراء اور مسافروں کے لیے ہے۔ مالک نے خبر پہنچائی ہے اور غیب کی حفاظت ہے میں تم کو اس کے واسطہ سے اچھائی کا حکم دیتا ہوں۔ میں تمہاری طرف اپنے اہل میں سے نیک دیندار عالم لوگوں کو بھیج رہا ہوں۔ میں تم کو بھلائی کا حکم دیتا ہوں وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!''

مدعو کی عزت واحترام:

داعی کا فرض ہے کہ وہ ممکن حد تک مخاطب کے معاشرتی وسیاسی مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھے۔ کیونکہ ایسے لوگ عزت افزائی کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں اگر داعی ان کے مقام ومرتبہ کو نظر انداز کرے گا تو ممکن ہے کہ شیطان اسے گمراہ کر دے اور اسے حق بات سننے سے روک دے اس لیے داعی حق کو چاہیے کہ وہ ایک خاص حد تک ان کی اس کمزوری کا لحاظ رکھے اور ان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنے کی بھرپور

کوشش کرے۔

خود رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل تھا کہ آپ ﷺ کی بارگاہ نبوت میں جتنے بھی وفود عرب یا یمن سے آئے نبی کریم ﷺ نے ان کو ہر لحاظ سے عزت و تکریم سے نوازا۔ عام طور پر جو وفود آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے وہ قبائلی رؤسا اور سرداروں پر مشتمل ہوتے تھے آپ ﷺ ان ی پیشوائی فرماتے، ان کے احترام کے لیے کھڑے ہوتے اور ان کی عزت افزائی کرتے، چنانچہ کئی وفود جو یمن سے محض معاہدہ صلح کے لیے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تھے، آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور عزت افزائی سے اس قدر متاثر ہوئے کہا سلام قبول کر لیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی اسی نہج پر تربیت فرمائی اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کریں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''انزلوا لناس منازلھم''(۱۸)

''لوگوں سے ان کی قدر و منزلت کے مطابق پیش آؤ۔''

مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھنے اور دعوت کو نرم انداز میں پیش کرنے کا جو حکم ہے اس کا جواز فقط اسی حد تک ہے جہاں تک حق کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچے اگر اس اسلوب کو اختیار کرنے سے دعوت حق کا وقار مجروح ہونے کا اندیشہ ہو تو داعی کو ایسے تمام طریقوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ عصر حاضر میں نبوی منہج دعوت کے اس اسلوب کو عملی جامہ پہنا کر آج داعیان اسلام اپنیا ور دین اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

۱۳۔ اعجاز و اختصار کی تلقین:

داعی کے لیے اس امر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ دعوت کی فضول تکرار اور بے فائدہ طول بیان کہیں لوگوں کو دعوت کے مضامین ہی سے متنفر نہ کر دے رسول اللہ ﷺ کے خطبے نہایت مختصر ہوا کرتے تھے اور بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے اختصار کو خطیب کی دانش مندی کی علامت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''ان من البیان سحرا''(۱۹)

''بعض خطبے جادو ہوتے ہیں۔''

اس حدیث میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر داعی کا خطبہ مختصر، جامع اور بلیغ ہو گا تو وہ جادو کی طرح اثر کرے گا۔ جبکہ طویل خطبہ نہ صرف سامع کی طبیعت کو کند کر دے گا بلکہ دعوت کو قبول کرنے کی حس اور صلاحیت کو بھی ختم کر دے گا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دعوت و تبلیغ میں ہمیشہ اختصار سے کام لیا نیز آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی بھی اسی نہج پر تربیت فرمائی۔ اسی اسلوب دعوت کے مطابق یمنی صحابی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''أمرنا رسول اللهﷺ باقصار الخطب''(۲۰)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ میں اختصار کا حکم فرمایا ہے۔''

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں اختصار سے کام لیا۔ قبیلہ قریش کے ایک شخص نے کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کچھ مزید فرماتے تو بہتر تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''ان رسول اللہ ﷺ نهى ان نطيل الخطبة''(۲۱)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں طویل خطبے سے منع فرمایا ہے۔''

خلاصۃ البحث:

مکتوبات نبوی ﷺ نے دعوت اسلام کو پھیلانے میں اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ ملوکی حمیر کے نام مکتوبات نبوی ﷺ سے دور حاضر میں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ دعوت تبلیغ کا کام صرف تقریر یا بالمشافہ ملاقات سے ہی نہیں بلکہ تحریر سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے داعی اور مدعو میں مکالمہ اور مباحثہ کی ضرورت نہیں ہے شاہان حمیر کے نام مکتوبات نبوی ﷺ کے اسلوب دعوت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ یمن کے جنوبی حصے میں جہاں ملوک حمیر رہائش پذیر تھے وہاں اگر کسی چیز نے ان کو دعوت اسلام کو قبول کرنے کے ذہنی اور قلبی طور پر تیار کیا وہ آنحضرت ﷺ کے مکتوبات تھے۔ یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ یمن میں اشاعت اسلام کے فروغ کا سب سے بڑا ذریعہ حضور ﷺ کے مکتوبات اور سفرا تھے یہ سفریان رول صرف نامہ برنہ تھے بلکہ اسلام کے داعی اور ترجمان بھی تھے۔ مکاتیب النبی ﷺ کے دعوتی اسلوب کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے یمن کے گورنر سیدنا بازان بن ساسان کو نہ صرف قبول اسلام کی دولت سے نوازا بلکہ مدینہ منورہ کے بعد یمن دوسری اسلامی ریاست قرار پایا جہاں ایک مسلمان حکمران کی حکومت تھی۔

داعیان اسلام آج کے اس ترقی یافتہ دور میں شاہان حمیر کے نام نبی کریم ﷺ کے مکاتیب کے اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے بے شمار اور ان گنت فیوض و برکات حاصل کر کے اشاعت اور ترویج اسلام میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والی تحریکوں کے بانیان اور دعوتی جماعتوں کے سربراہان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نبوی منہج دعوت کے رہنما اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ سمیت دوسری غیر مسلم اقوام کی طرف اخبارات و مجلات کے ساتھ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، دینی ویب سائیٹس، فیس بک، ٹیوٹر اور دیگر ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے دعوت و تبلیغ کا کام کریں۔ دور جدید کے ان میڈیائی ذرائع کا سنت مصطفی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے استعمال کیا جائے کہ انداز تحریر سے انس و محبت کی فضا جھلکتی ہو، عام انسانوں کے جذبات کو متاثر کرنے کے عناصر موجود ہوں اور تحریر کے الفاظ نہایت معنی خیز ہوں۔ ملوک حمیر کے نام مکاتیب الرسول سے داعیان اسلام کو دعوت و تبلیغ اسلام کے لیے یہ رہنما اصول ملتے ہیں کہ تحریر مختصر و جامع ہو۔ اس میں لفظ و بیان کی نمائش کی بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا عنصر نمایاں ہو۔ انداز تحریر فلسفیانہ موشگافیوں اور منطقی نکتہ آفرینیوں سے پاک ہو۔

داعیٔ اعظم ﷺ کے مقالہ ہذا میں ذکر شدہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا انداز تحریر سادہ اور مختصر ہونے کے باوجود بڑی تیزی سے

شایان حمیر اور اقوام یمن کے دلوں پر اثر کر گیا۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ کے یہ خطوط روح پرور اور ایمان افروز بھی، یہ جہاں اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں وہاں ان کے چند لفظوں میں جو کشش ہے وہ ایک پورے دفتر میں بھی نہیں مل سکی،ان خطوط مبارکہ سے راہنمائی اور استفادہ حاصلکرتے ہوئے دور رواں کے مبلغین و داعیان اسلام کفر و شرک کی چادر اوڑھ کر سوئی ہوئی اقوام اغیار کو بیدا کر سکتے ہیں۔ داعیان اسلام اقوام عالم کے مزاج،انسانی اخلاق و معاشرت میں انقلاب عظیم برپا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اسی اسلوب دعوت سے نبی کریم ﷺ نے عرب کے جاہل اور تند خو، گنوار اور مشرک قوم کو علم و حکمت اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنادیا۔

مختصر یہ کہ آج کے دور میں یہود نصاریٰ کے ساتھ ساتھ دوسری اقوام کفر کے اندر خدا پرستی، متحدہ قومیت، مکمل شریعت،ابدی مذہب، نئے تمدن و تہذیب،اخلاق و دیانت، تقویٰ، باہمی محبت و اخوت اور آپس کے تعاون و ایثار کے جذبات کو فروغ دینے کے لیے مکاتیب النبی ﷺ کسی نسخہ کیمیاء سے کم نہیں ہیں۔

اس مقالہ میں نبی منہج دعوت کے مطالعہ سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اگر داعیان اسلام دعوت و تبلیغ کے عمل میں نبی کریم ﷺ کی اتباع و پیروی کرتے ہوئے آج عصر حاضر میں اقوام عالم میں دعوت الٰہی الحق کا پیغام پھیلانے کی کوشش کریں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عمل میں کامیابی و کامرانی عطا کرتے ہوئے اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کے عوض دنیاوآخرت میں نشان عظمت بنادے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے وعدہ کے مطابق اپنی حکمت و دانش سے دنیا میں مرکزی حیثیت عطا کرنی ہی ہے۔اس لیے اس عمل میں داعیان اسلام اپنے آپ کو شامل کر کے آخرت میں جماعت حزب اللہ کے ادنی اراکین بن سکتے ہیں۔

دور حاضر میں نبوی اسلوب دعوت سے استفادہ کر کے دعوتاسلام کو جدید تقاضوں کے ساتھ متصل کر کے داعیان اسلام اپنے دعوتی عمل کو بھرپور مؤثراور قابل عمل بنا سکتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ کو مبلغین اسلام اپنے استعمال میں لاتے ہوئے دعوت الی الحق کی تحریک کو دنیا کے تمام ممالک میں آسانی سے پہنچا سکتے ہیں۔ عصر حاضر میں دعوت اسلام کو پھیلانے کے کئی ایک امکانات پیدا ہو چکے ہیں مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ داعیان اسلام زمانہ ہذا کے حالات واقعات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی بھرپور کوشش کریں۔ کیونکہ آج کے دور کے سامی یا غیر سامی مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ اسلام کو اپنی عقل و دانش اور سائنسی اصولوں کے مطابق پرکھنا چاہتے ہیں لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب داعی نبوی اسلوب دعوت کی پیروی کرے گا۔

References

1. Al Quran, Surat al Fatah: 1
2. Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Beirut, Dar ibn Katheer, Kitab al Mughazi, Ghazwat al Hudaibiya, 1403 AH, hadith: 221.
3. Ibn Saad, Muhammad bin Saad bin Mune ul Basri, Tabqat Akbari, Dar al Sadir, 1968, V.1, p. 213.
4. Tibri, Abu Jafar Muhammad bin Jarir Tibri, Tareekh al Rusul wa al Malook, Qahira, Darul Kutub, 1404 AH, V.2, p. 722.
5. Al Zarqani, Abu Abdullah Muhammad bin Abdul Baqi bin Yusuf al Maliki, Qahira, Darul Hilal, V.3, p. 348.

6. Ibn Katheer, Ismail bin Umar bin Katheer al Qureshi, Seerat Nabaviyah, Beirut, 1403 AH, V.4, p. 493.
7. Bukhari, Sahi Bukhari, Kitab al Mughazi, Ghazwa e Tabook, hadith: 328.
8. Al Asqalani, ibn Hijar, Fatah al Bari Sarh Saheeh Bukhari, Qahirah, Darul Shoab, V.7, p. 328.
9. Ibn Ishaq, Muhammad bin Ishaq al Hameeri, Kitab Seerat al Nabaviyah, Ribat, 1967, p. 211.
10. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 214.
11. Ibn Katheer, Seerat al Nabaviyah, V.4, p. 49.
12. Ibn Qeem, Abu Abdullah Muhammad bin Abu Bakar, Mousisat al Risala, Beirut, V.1, p. 272.
13. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 214.
14. Al Zarqani, Sarh al Mawahib al Dunya, V.3, p. 348.
15. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 215.
16. Ibid, p. 309.
17. Ibn Hasham, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hasham, Seerat al Nabaviya, Maktaba al Manar, V.1, p. 279.
18. Surat al Airaf: 48.
19. Hamedullah, Dr., Majmoa al Wasaiq al Siyasat Ehd e Nabavi wa Khilafat Rashida, Beirut, Darul Nafas, 1403 AH, p. 28.
20. Bukhari, Saheeh Bukhari, Bab Fazail al Yaman fil Hadith, hadith: 2213.
21. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 216.
22. Al Asqalani, Ahmed bin Ali bin Hijar, al Sabat fi tameez al Sahabt, Qahira, Darul Sadat, 1338 AH, V.8, p. 102.
23. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 228.
24. Ibid, p. 229.
25. Hamedullah, Wasaiq al Siyasat, p. 122.
26. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 232.
27. Ibn Qatibah, Kitab al Muarif, p. 278.
28. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 236.
29. Surat al Toba: 30.
30. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.1, p. 238.